(1)

عائشہ جاوید
۶ مئی، 2023

پی۔ ایم۔ ایس (پنجاب)
اردو پرچہ

Where is the outline?

سوال نمبر ۱۔ مضمون نگاری

43

موسمیاتی تبدیلی ایک عالمی مسئلہ ہے۔

موسمیاتی تبدیلی سے مراد موسم کی تبدیلی جو غیر معمولی اثرات پیدا کرتی ہے انسانی اور اس کے گرد کے ماحول میں۔ یہ اثرات بہت معمولی سے لے کر جان لیوا بھی ہو سکتے ہیں۔

آج موسمیاتی تبدیلی ایک جان لیوا شکل اختیار کر چکی ہے۔ موسمیاتی تبدیلی کی لپیٹ میں ہر جاندار، انسان و حیوان، آبی، سطحی اور ہوائی مخلوق شامل ہے۔

Indent every paragraph.

دورِ حاضر میں ہم موسمیاتی تبدیلی کی بدولت ہونے والے سانحے دیکھ چکے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ہونے والے آسٹریلیا کے جنگلات میں لگی والی آگ سے بے تحاشا نقصان ہوا ہے۔ جان کے ساتھ، ماحول میں مزید آلودگی پھیلی، اور جہاں آگ نہ بھی تھی وہاں غبار نے انسان اور جانوروں کو سانس کے مسئلے سے متاثر کیا۔

آسٹریلیا میں اوزون کی جھلی بہت نازک ہے۔ یہ اوزون کی جھلی انسانوں اور جانوروں کو سورج کی تپش سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس جھلی کے خاتمے سے سورج کی [illegible] نے [illegible] کی

کی شکل اختیار کرتے ہوئے جنگلات میں آگ
لگا دی۔ یہ آگ کئی سو میل تک پھیلی۔ جس
کے باعث آس پاس کے رہائشی علاقے
بے حد متاثر ہوئے۔ جنگلات کے نقصان کے
علاوہ جانوروں کو بھی نقصان پہنچا۔
کئی روز تک امدادی کاروائیاں رواں رہیں۔
معاشی نقصان بھی ہوا۔
بالکل اسی طرح کینیڈا اور کیلیفورنیا میں
بھی ایسے واقعات درپیش ہوئے
~~اگر ہم اشیاء کی طرف نظر دوڑائیں تو~~
~~پاکستان ملک میں~~ عالم
اگر ہم اپنے ہی ملک کی مثال لیں تو 2022
کے سیلاب ایک ~~[illegible]~~ واضح تصویر
پیش کرتا ہے۔ پاکستان میں آئے ہوئے
سیلاب سے لاکھوں جانیں متاثر ہوئی
ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مال مویشی اور معاشی سطح
پر بھی نقصان ہوا ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے
مسئلوں ~~کو~~ میں ایک اور اضافہ ہوا ہے
آئیے اب دیکھتے ہیں کہ یہ ~~ماحولیاتی~~
موسمیاتی تبدیلی کیسے جنم لیتی ہے۔
موسمیاتی تبدیلی ماحولیاتی آلودگی کی بنا
سے جنم لیتی ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی وجہ
~~[illegible]~~ انسان کا دیا ہوا تحفہ ہے۔
انسان نے دن بدن ترقی اور آسائش
اور آرائش کے نام پر دنیا اور ماحول

کا آبی، سطحی اور ہوائی توازن برباد کیا ہے۔ پانی کا ضیاع، پانی کو تیل سے آلودہ کرنا، کیمیکل اور پلاسٹک کو پانی یعنی سمندر میں بہانا۔ پانی کے تازہ ذخیروں کو بے رحم دلی سے استعمال کرنا بھی اسی کا حصہ شامل ہے۔

سطحی طور پر ریڈیو ایکٹو ویسٹ کو دفن کرنا، جنگلوں کو کاٹنا، زمینی ذخائر کو بغیر کسی روک ٹوک کے، غیر اخلاقی طریقے اپنا کے ہوئے خرید و فروخت کرنا، کیمیکل پیسٹیسائڈز کا استعمال، پلاسٹک کا استعمال وغیرہ سب شامل ہیں۔

ہوائی آلودگی کی سب سے بڑی تین وجوہات ہیں (CFCs) کیمیکل جو کہ آج کل باڈی سپرے سے لے کر فریج اور اے سی تک میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ اوزون لیئر کو کمزور کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دھواں آگ اور گاڑیوں، ہوائی جہاز اور ٹریکٹر سے نکلتا ہے۔ صنعتکاری کی کثرت کی وجہ سے آب و جہات اپنے مقرر کردہ قدرتی صفائی کا کام نہیں سرانجام دے پاتے۔

یہ تمام مسائل مل کر ایک غیر محفوظ ماحول پیدا کر گئی ہے جن کی وجہ سے گلیشیئر پگھلنے لگے ہیں، موسم اپنے مقرر کردہ وقت سے پہلے یا غیر معمولی طریقے سے بدلتے ہیں۔ کہیں بارش کم ہوتی ہیں کہیں زیادہ۔

زیادہ بارشوں کی نسبت کاشتکاری متاثر
ہوتی ہے اور کم بارش سے خشک سالی پیدا
ہوتی ہے۔ گلیشیئر پگھلتے ہیں اور زیادہ
بارشوں کی بدولت سیلاب آتے ہیں
ہزاروں کی فصلیں برباد ہو رہی ہے سیکڑوں
کے کنبہ کا خوشحال لے کر جاتا ہے۔
جنگلات اور سبزہ زار کم ہوتی ہے بھوک
بڑھتی ہے اور ~~آنکھ~~ آنکھوں اور سانس
کے مسئلے پیدا ہوتے ہیں۔
ان سب کے علاوہ جینیاتی مسائل بھی
اضافہ ہوتا ہے اور آنے والے وقتوں میں
ذرائعوں کی قلت اور بڑھتی ہوئی آبادی
ایک سنگین مسئلہ ہے۔
ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے
سیاستدانوں نے موسمیاتی تبدیلی پر
قابو پانے کے لیے بھی ترالیسٹ اور
پالیسی بنتی ہیں بین الاقوامی
سطح پر COP27 اور SDG جیسی
میٹنگز منعقد کی گئیں ہیں جن میں
عالمی طور پر ان مسائل کا خاتمہ کرنے
کے لئے رہنمائی کے علاوہ اقدامات
~~بھی~~ لیے گئے بہتر ہوتے ہیں۔
قومی سطح پر ون یوز پلاسٹک،
فاسٹ فیشن، پبلک ٹرانسپورٹ کو
ترجیح دینا، پانی کو اعتدال سے استعمال
کرنا، جنگلات کی کٹائی پر روک تھام

اور مظلوموں کی خواہشوں کو آگ لگانے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔
پاکستان میں انفرادی طور پر بھی اٹھائے گئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ جس میں کئی نئے برینڈز نمودار ہوئے ہیں جو ایکو فرینڈلی اشیاء فروخت کرتے ہیں۔
اس کے علاوہ ماحولیاتی تبدیلی کی مہم میں گریٹا تھنبرگ [illegible] نے جو اسکول جانے کی عمر میں دنیا کا دورہ کرکے ماحول کی بربادی کے خلاف [illegible] کی ہے۔
اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کم عمری میں ایک بچی کو دنیا کی سطح پر ابھر کر آنے والے کل کی فکر ہے بلکہ ہمیں ابھرتے آنے والی نسلوں کی خاطر اس دنیا کو ان کے لئے ایک محفوظ سیارہ بنانے کی ضرورت ہے۔

Conclusion missing

(6)

سوال نمبر دو۔ تلخیص

برصغیر میں فارسی زبان کا مستقبل؟

دلی ایک قدیم شہر ہے اور اس کو ہر
دورِ حکومت میں دار سلطنت کا عہدہ ملا
ہے۔ دلی نے غوریوں، لودھی، پٹھانوں اور
مغلوں کے دورِ حکومت میں کئی زبانوں کے رنگ
دیکھے ہیں۔ مسلمانوں کی حکومت کے دوران
اس وسیع سلطنت میں ہر زبان کا باشندہ
رہا ہے جنھوں نے آپس میں تفریق کے باوجود
ہم آہنگی کے ساتھ گزر بسر کیا ہے۔ کئی زبانوں
کے درمیان ایک زبان کو خاص اہمیت حاصل
ہو۔ دورِ اکبر میں فارسی کا چول بالا ہوا ~~جس~~
اور ساتھ ہی علم و ادب کو بھی سراہا گیا۔

سوال نمبر 3۔ جملوں کی اصلاح۔

5۔ دہی کڑوا ہے۔

3۔ نہ کھانا ہی کھایا نہ پانی ہی پیا۔

7۔ در حقیقت وہ سچا ہے۔

6۔ یہ بڑھیا بڑی چالاک ہے۔

8۔ نکتہ چینی مت کرو۔

⑥

۳۔ وہ طنبورہ

۵۔ طلباء نے اس وقت کی پابندی کریں۔

۱۰۔ دشمن کو اُسنے موت کے گھاٹ اتارا۔

۴۔ ان کے سنجوٹا اچھے ہیں۔

سوال نمبر ۶ = محاورات کے جملے۔

① پھولے نہ سمائے =

پی۔ ایم۔ ایس کا پرچہ پاس ہونے پر علی پھولے نہ سمایا۔

② ناک کٹنا =

راز فاش ہونے پر احمر کی تمام برادری میں ناک کٹ گئی۔

③ سانچ کو آنچ =

علی احمر کے گھر میں رہائش پذیر بھی رہا اور اپنے مالی نقصان کا بدلا بھی لیا۔ سانچ کو آنچ بھی نہ آنے دی۔

④ سینہ سپر ہونا =

منہ کی کھا کر بھی دیکھ کر اسکے والدین کا سینہ سپر ہو گیا۔

⑤ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا =

سعد الرشید کی رقم لینے کے بعد ڈوبنے کو تنکے کا سہارا ملی تھی کیونکہ فیس جمع ہو گئی نہ میں کا بل

7

10

⑤

(۱) گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے =

Excess

مہمانوں کے سامنے پنکی خوب تعریفیں بٹور رہی تھی کہ انکی چار سال کی بیٹی نے بتایا کہ کھانا ہوٹل سے منگایا ہے۔ سچ ہی کہتے ہیں کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

سوال نمبر 6 = ترجمہ:

ٹیکنالوجی

تیز رفتار سے بدلتی دنیا میں، ماڈرن سائنس اور ٹیکنولاجی پر عبور کر کے ملک کا مقدر ڈھالا جا سکتا ہے۔ اور یہ ملک کے ترقیاتی منصوبوں کی فلاح و بہبود کا سبب بن سکتا ہے۔ ٹیکنولاجی میں بڑھتی تبدیلیوں کے باعث انسان کا فرو باقی وسائل پر انحصار کم ہوا ہے۔ عالمی سطح پر ہونے والی تیز رفتار ایڈوانسمنٹ کی بدولت ٹیکنولاجی مسلسل ترقی کے ذریعے انسانی زندگی کے روزمرہ کام میں آسانیاں درپیش ہیں۔ سب سے بڑھ کر انسانی زندگی کو بہتر بنانے والی تمام کوششوں کو یکجا کرنا عالمی سطح پر ایڈوانسمنٹ کی حامل ہے۔ سائنسی انکشافات انسانی کوششوں کے ذریعے ٹیکنولاجی مسلسل معاروں کی شکل اختیار کرتی ہے۔ جو کہ بالآخر انسانی زندگی میں موثر کردار کا باعث بنتی ہے۔

Add verses and references

۱۵

سوال نمبر 5: تشریح -

(الف) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا۔

شاعر کا نام: میر تقی میر۔

حل لغت

الفاظ معانی: نیم = آدھا ، کش = نشانہ
خلش = تکلیف / خارش۔

تشریح: شاعر اس شعر میں اپنے محبوب سے مخاطب ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی ادا کو بیان کر رہا ہے۔ شاعر بیان کرتا ہے کہ اگر محبوب کی ادا یا ملاقات وعدہ یا ملاپ مکمل ہو جاتا تو دل میں درد نہ ہوتا۔ جبکہ محبوب نے شاعر کی اس وصل کی خواہش کو ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ جس کے باعث شاعر ایک تکلیف میں مبتلا ہے۔ جو کہ محبوب اپنا کیا ہوا وعدہ یا ملاقات یا ملاپ پورا کر دیتا تو شاعر کو یہ رنج نہ ہوتا۔ شاعر اس تکلیف کو جسمانی تکلیف سے تشبیہ دیتا ہے۔ کہ اس کی حالات جنگ کی میں زخمی ہوئے ایسے جوان کی سی ہے

~~[illegible]~~

جو جنگ میں ایسا زخمی ہوا کہ نہ مرا
نہ لڑنے کے قابل رہا۔ اگر وہ مر جاتا تو
شہید ہو جاتا۔ لیکن ایسے زخم نے صرف اسی
کو تکلیف اور محتاجی باقی۔
اسی طرح اس اگر عشق حقیقی کی رو سے
دیکھا جائے تو ایک ولی یا فقیر دوست
انسان اللہ سے ملاقات کا منتظر ہے۔
اور انسان والے بھی تمام عمر اس
دنیا میں بے چین زندگی ہی گزارتا ہے
اس کا اصل سکون قبر اور منزل اللہ سے
وصال ہی ہے۔ خالق حقیقی کی جستجو
میں بھی انسان زندگی کی دربدر ٹھوکروں میں
مبتلا رہتا ہے۔
روزمرہ زندگی میں بھی ہم شاعر کے تجربات
کو دیکھ سکتے ہیں۔ عام زندگی میں جب
ایک آرزو پوری نہیں ہوتی تو انسان مایوسی
اور ادھورے حالات اپنا لیتا ہے
انسان جب کسی چیز کی خواہش کرتا ہے
تو حساس ہو جاتا ہے۔ اس کا دل دماغ
فہم اسی خواہش کے حصول میں کوشاں
ہوتے ہیں۔ اسی خواہش کا پورا ہونا یا
ادھورا رہ جانا انسان کو شاک دیتا ہے
جیسے اسی شعر سے ہر شخص اتفاق رکھتا
ہے اور اندرونی طور پر سمجھتا ہے۔

(12)

(ب) ذہن لے رہیں ان کے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

شاعر کا نام: غالب

الفاظ معانی: گمان = خیالات / وسوسے
کلام = شکوے / باتیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر میں اپنے محبوب کے خیالات اور اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر حیرانگی اور طنز و مزاح کر رہا ہے۔ غالباً شاعر حیران بھی ہے اور پریشان بھی کہ اس کے محبوب یا محبوب کے دل میں کیا سوچ چلتی ہے جس کی باعث اس نے ایسی کلام کو اپنے زبان پر لایا۔ اس نے کہا کہ اور کیا کیا شکوہ شکایت یا بدگمانیاں اس کے دل و ذہن میں کتنی ہیں جو اس نے لفظوں کے ذریعے اظہار کیا۔ شاعر سوچنے پر مجبور ہے کہ کیسے آتا ان کی حیرا اور ابہام اس کے بیان کردہ لفظوں کا کی حدود ہے یا وہ کسی اور ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔ اسی شعر سے ہم اپنے بزرگ و اقارب کے ساتھ رشتہ داری کے بگڑنے ہونے کے بہت بدگمانیاں یا شکوے اپنے دل میں

لیے رہتے ہیں۔ جو کبھی بھی جھوٹی افواہ
پھیلانے کے باعث بدکلامی کا اختیار کرتے ہیں۔
اس لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے رشتوں
میں گفتگو کا عمل کو ترغیب دے۔ دل میں
بسنے والے بدخیالات اور پیدا ہونے وسوسوں
کو کم کرنے کے لیے کوشاں رہوں۔
تلخ کلامی رشتوں کی ڈور کو کمزور کر دیتی
ہے۔ یہ انسان دل بھی سوچ مشکل کرے
شیطان کو رشتوں میں دیکھا ہے کہ میاں
بیوی، بہن بھائی، اولاد اور والدین کے
درمیان دراڑ پیدا کرتی ہے۔ یہ دور ہو
کی بنا پر اگر وقت پر دور کر دی جائیں
تو انسان بہت برائیوں سے بچ سکتا ہے۔
بالکل اسی طرح بین الاقوامی سطح کے
مسئلے بھی آج تک شکل سے ہی حل
ہوئے ہیں۔ تاکہ ایک دوسرے کو دشمن
تصور کرے۔ کہ انسان اس دنیا میں
باہمی تعلقات قائم کرکے ہی زندگی بسر کر سکتے
ہیں۔

(٦) لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

شاعر: آتش حیدری

تشریح:

اس شعر میں آتش زندگی کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔ شاعر بیان کرتا ہے کہ ~~زندگی~~ دنیا میں انسان بنا اپنی مرضی کے قدم رکھتا ہے اور فوراً زندگی کی آزمائشیں اسے گھیر لیتی ہیں۔ وہ ان آزمائشوں کا مقابلہ کرتا رہتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ موت آجاتی ہے بے شک کوئی بھی زندگی کی خواہش رکھتا ہو یا نہیں موت اسے لے جاتی ہے۔

تمام روحیں اللہ کے کن کی محتاج ہیں انسان روحوں کے سمندر میں کھیل رہا ہوتا ہے۔ بنا کسی تکلیف یا احساس کے لیکن یک دم اللہ کے حکم سے بے خبر زندگی سے دنیاوی زندگی کا سفر طے کر رہا ہے۔ لہٰذا اپنی زندگی میں قدم رکھنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہوتا۔ جوانی زندگی میں آ ہی جاتا ہے تو انسان دنیا کے مزے میں دل کو لگا لیتا ہے۔ بچپن میں بہار کے موسم سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے۔ بے خبر ہوتا ہے۔ سادہ چیزوں سے تفریح حاصل کرتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہار، گرمی کا موسم میں بدل

ہو جاتی ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ
شخص کی زندگی میں جب دنیا اسے کشش
میں دھکیلتی ہے۔ رعنائی میں اصلی عمر
نوکری ڈھونڈنے کی دوڑ، ذمے داریاں
اور دھوکے۔ اسی کی تپش رکھ عمر جاتی
ہے۔ اور انسان جھلستا جاتا ہے۔ پھر آتا
ہے برسات کا موسم جب یہ آگ بجھ جاتی
ہے۔ سب خواہشات کا خلل ہو جاتی ہیں
اور انسان ایک سیدھی پٹڑی پر چلنے لگتا ہے
خود کو بچاتے ہوئے یہ موسم رفتہ رفتہ سرد
ہوتے جاتا ہے جہاں انسان کی دلی کیفیت
ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ سب خواہشات
دب جاتی ہے۔ انسان کا مزاج بھی
سرد اور لاپروا ہوتا ہے۔ دنیا کی ٹھوکروں
سے، لغزشوں سے، مشکلات سے۔
بالآخر آتا ہے موسم خزاں کا جو انسان
کو موت کے گھاٹ اتارتی ہے۔ یہ ٹنڈ منڈ
کا موسم ہوتا ہے۔ جب پتے گرتے ہیں
درخت بے جان ہوتے ہیں اسی طرح انسان
بھی اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔
یہ دنیا کا دستور ہے اور قدرت کا
حسن میں انسان اپنی خوشی یا مرضی
کا حامل نہیں ہوتا نہ ہی اختیار رکھتا ہے۔
غرض یہ کہ انسان ان معاملات اور حالات
سے عاجز ہے۔ امراکس نے اپنی حقیقت کو
تسلیم کر لیا ہے۔